© rasailojaraid.com



مولانا مشتاق احمد
(جامعہ عربیہ چنیوٹ)

# ہندومت کا تصور روحانیت

اسلام' دین فطرت ہے اور وہ اپنے ماننے والوں کو ہر شعبۂ زندگی میں اعتدال کی تعلیم دیتا ہے۔اسلام نے مسلمانوں کو غیر معمولی مشقت میں ڈالنے والا کوئی حکم نہیں دیا۔عبادات کے لئے کسی خاص جگہ اور مکان کی قید نہیں لگائی۔ بیوی بچوں کو چھوڑ کر جنگلوں میں ڈیرے لگانے کی تلقین نہیں کی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح طور پر فرما دیا کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ایک موقعہ پر بعض صحابہ ؓ نے ہمیشہ رات کو جاگنے،دن کو روزہ رکھنے اور عورت سے دور رہنے کا عہد کیا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہوا تو آپ ان پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میں رات کو جاگتا بھی ہوں ،سوتا بھی ہوں،روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ جو میرے طریقہ پر نہیں چلے گا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

اسلام تو یہ کہتا ہے کہ انسان نے ایک دن مرنا ہے۔اور قیامت کے دن اپنے اچھے برے اعمال کے متعلق حساب دینا ہے۔اگر اعمال اچھے ہوں گے تو جنت میں جائے گا ورنہ دوزخ میں۔اس کے برعکس ہندو مذہب میں اگر چہ دنیا کے متعلق عارضی اور فانی ہونے کا تصور موجود ہے۔لیکن ہندو کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اچھے کام نہیں کرتا۔فسق وفجور میں مبتلا رہتا ہے۔تو اس کی روح بے چین رہتی ہے۔اور مرنے کے بعد روپ بدل کر پھر دنیا میں آجاتی ہے۔جب تک وہ شخص نیک کام نہیں کرتا' اس کی روح واپس آتی رہتی ہے۔اور جو لوگ اطاعت گزار ہوتے ہیں اُن کی روحیں دنیا میں واپس نہیں آتیں۔نہ ہی ان کا دوبارہ جنم ہوتا ہے۔دنیوی زندگی ایک دھوکہ اور مغالطہ ہے۔اس مغالطہ کو دور کرنے کے لیے ہندومت میں حسب ذیل طریقے تجویز کئے گئے ہیں:(ا)راہ عمل وقربانی (۲)راہ علم ومعرفت (۳)راہ ریاضت

''کرم مارگ'' یا راہ عمل کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان دیوتاؤں کے لیے قربانیاں کرکے ان کی خوشنودی حاصل کرے۔قربانی ہی سے دیوتا اچھی طرح اپنے فرائض ادا کر سکتے ہیں۔ان کی عمدہ کارکردگی قربانیوں پر موقوف ہے۔''جناں مارگ'' یا راہ علم ،راہ عمل کو ناکافی سمجھتے ہوئے دریافت کیا گیا۔ ہندو رہنماؤں نے یہ سمجھا کہ صرف راہ عمل سے حقیقی نجات نہیں مل سکتی اسلئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ خود عمل اور اس کی ماہیّت کیا ہے۔وہ قانون کیا ہے جس کے مطابق بسر کرنے سے آدمی عمل ورد عمل کے چکر سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔اس طریقۂ نجات کی بنیاد نظریۂ وحدت الوجود پر ہے۔آگے بڑھنے سے پہلے دو باتیں جاننا ضروری ہے وہ یہ کہ:

(ا) ہندومت میں ذات پات کا نظام شدت سے کارفرما ہے۔ان کے نزدیک ہندوؤں کی چار ذاتیں ہیں۔برہمن،کھشتری،ویش،شودر۔ان کے بقول برہمن خدا کے منہ سے کھشتری بازوؤں سے،ویش رانوں سے اور شودر پاؤں سے پیدا ہوئے ہیں۔اس لیے مذہبی معاملات برہمن کے حوالے کیے گئے۔حکومت کے لئے کھشتری،کاروبار کے لئے ویش اور ان سب کی خدمت کے لئے شودر مخصوص ہیں۔

(۲) انسان کی اوسط عمر ۱۰۰ سال مان کر برہمنوں کی عمر کے چار برابر حصے کئے گئے جنہیں آشرم کہتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



(الف) برہمچاریہ آشرم، ۲۵ سال کی عمر تک مذہبی تعلیم حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔(ب) گرہستھ آشرم، ۲۵ سے ۵۰ سال تک اس عرصہ میں برہمن شادی کرتے ہیں امورِ خانہ داری نبھاتے ہیں۔ مذہبی رسومات ادا کرتے رہتے ہیں۔(ج) دان پرستھ آشرم، ۵۰ سے ۷۵ سال تک۔ اس عرصہ میں برہمن تارک الدنیا ہو کر جنگل میں عبادت کرتے ہوئے زندگی گزارتا ہے۔
(د) سنیاس آشرم، ۷۵ سال کے بعد وہ بغیر کسی جگہ قیام کیے زندگی گزارتا ہے دوسروں کو مذہبی تعلیم دیتا۔

اس تمہید سے مقصد یہ بتانا ہے کہ ہندومت میں طریقہ ہائے نجات کا برہمن کی زندگی کے آخری دو حصوں کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ ہندومت میں نجات کے طریقے سیدھے سادھے اور آسان ہرگز نہیں ہیں بلکہ وہ فکر و نظر کی پیچیدگیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان طریقوں کو فلسفہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے بلکہ تعبیر کیا جاتا ہے۔ ہندومت میں فلسفۂ نجات کی چھ الگ الگ تعبیریں ہیں:

(۱) فلسفۂ یوگ (۲) فلسفۂ سانکھیہ (۳) فلسفۂ میماسا (۴) فلسفۂ ویشِک (۵) فلسفۂ نیایا (۶) فلسفۂ ویدانت
ان چھ فلسفوں میں سے فلسفۂ یوگ جو بہت زیادہ مشہور ہے کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

**فلسفۂ یوگ کا تعارف:**

یوگ کی نسبت پتنجلی کی طرف کی جاتی ہے جس کی کتاب یوگ سوتر ہے۔ اسے پتنجلی سوتر بھی کہتے ہیں۔ اس فلسفہ میں خدا کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔ خدا کے ایک ہمیشہ رہنے، آباء واجداد اور اولاد سے پاکیزگی اور ہر جگہ موجود ہونے کے تصورات بھی ملتے ہیں۔ یوگ کو بجا طور پر ہندوستانی تصوّف کہا جاسکتا ہے۔ فلسفۂ یوگ میں روح پاک اور بے عیب ہے۔ غیر متحرک ہے تاہم جسم کے ساتھ اتصال کی وجہ سے متحرک نظر آتی ہے۔ جیسے چاند بادلوں میں متحرک نظر آتا ہے۔ فلسفۂ یوگ کے مطابق انسان کی ذہنی کیفیات کی تقسیم یہ ہے۔

(۱) پرمانہ: اشیاء کی صحیح شناخت (۲) وپریایہ: اشیاء کی غلط شناخت (۳) وی کلپہ: تصور و خیال
(۴) نِدرہ: غفلت کی حالت (۵) سمرتی: قوتِ حافظہ

روح تصورات کو عقل کی تختی پر دیکھ کر اپنے آپ کو متحرک خیال کرتی ہے۔ اسے یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی۔ بچپن، جوانی اور بڑھاپا کے مراحل سے گزرنے کے بعد وہ مر جائے گی۔ اس طرح فنا ہو جانا ایک مغالطہ ہے جو روح کو پیش آتا ہے۔ اس مغالطہ سے بچنے کے لیے تین چیزیں ضروری مانی گئی ہیں۔

(۱) جسمانی صحت ...... اس کے تین اصول ہیں۔
(الف) فکر و نظر کی صحت (ب) ورزش ظاہری ورزش انسان خود کرتا ہے اور معنوی ورزش یوگ سکھاتا ہے۔ (ج) صحیح خوراک۔
(۲) مراقبہ ...... انسانی توجہ کے لئے کوئی ایک مرکز ہونا چاہئے اس ضرورت کے پیشِ نظر یوگی ریاضتوں کے لئے اللہ تعالیٰ کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا جاتا ہے۔ مراقبہ کے لیے مستقل مزاجی اور صحیح نیت ضروری ہے۔
(۳) یوگ کے آٹھ مراحل: ...... یہ پہلے دو اصولوں کی تفصیل ہے اسکی ترتیب درج ذیل ہے:
یام۔ نیام۔ آسن۔ پرانایام۔ پرتی ہار۔ دھارن۔ دھیان یا مراقبہ۔ سمادھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



(۱)یام سے مراد ہے عہد کرنا۔یوگ کی ریاضت کرنے والے کو مندرجہ ذیل باتوں کا عہد کرنا پڑتا ہے۔(الف)اہنسا' یعنی کسی بھی ذی روح کو تکلیف نہ دینا (ب)اشیاء یعنی چوری اور حرص وآز سے دور رہنا(ج)اپر گر یعنی زیادہ اشیاء کی فراہمی سے پرہیز کرنا

(۲)نیام: ......نیام عمل کرنے کے مرحلہ کا نام ہے اس کے درج ذیل اجزاء ہیں:

(۱)جسم کی صفائی (۲)سنتوش یعنی قناعت واستقلال(۳)سوچ یعنی غور وخوض کرنا (۴)وید کا مطالعہ۔اوم کا جاپ کرنا اس کے معانی پر غور کرنا (۳)آسن......اس سے مراد ہے اندازنشست۔یوگ کی ریاضت کے لئے ضروری ہے کہ شوروغل سے دور ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے جہاں اکھٹے ہوکر عبادت یعنی اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کیا جائے۔(اس اندازنشست کو سیکھنے کے لیے استاد کی ضرورت ہوتی ہے)

۴: پرانایم یا طریق دم کشی:

یہ ایک سخت ترین ورزش ہے۔اس میں ایک نتھنے سے سانس اندر کھینچنا۔سینہ میں جمع کرنا اور دوسرے نتھنے سے باہر نکالنا ہوتا ہے اس کے لیے کامل استاد کی ضرورت ہوتی ہے بصورت دیگر ورزش کرنے والے کے پاگل ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔

۵: پرتی ہار یا حواس پنجگانہ پر تسلّط:

اس مرحلہ میں یوگی حواس خمسہ پر غلبہ حاصل کرتے ہیں تاکہ وہ حیرانی پریشانی اور گمراہی سے بچ جائے اور اسے دلی اطمینان حاصل ہو۔اس غلبہ کے حصول کے لئے وہ لمبی مشقیں اور ریاضتیں کرتے ہیں۔

۶: دھارن یا ذہنی مشق:

اس مرحلہ کی ابتدا میں ایک نقطہ پر توجہ مرکوز کرنا پڑتی ہے۔جب اس کی خوب مشق ہوجائے تو پھر یوگی تصوّر باطن میں مشغول ہوتا ہے۔

۷: دھیان یا مراقبہ:

تمام دنیوی چیزوں سے تعلق توڑ کر یاد الٰہی میں مصروف ہوجانے کو کہتے ہیں۔

۸: سمادھی:

یہ یوگ کی سب سے اعلٰی صورت ہے اس مرحلہ میں پہنچ کر ہندوؤں کے بقول انسان اللہ کی محبت میں اتنا محو ہوجاتا ہے کہ وہ اپنے آپ سے بھی غافل ہوجاتا ہے۔اس مقام پر پہنچ کر یوگی خدا کی خدائی میں گم ہوجاتا ہے۔ہندو کہتے ہیں کہ اس مقام کی پوری طرح تشریح ممکن نہیں ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ مقام ہر شخص حاصل نہیں کرسکتا۔ہندوؤں کے مذکورہ فلسفۂ نیوگ پر ایک نظر کرنے سے بےساختہ درج ذیل امور معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے یہ طریقے خودساختہ اور غیر فطری ہیں۔(۲) ہندوؤں کے اعتقاد کے مطابق ان طریقوں سے اللہ تعالیٰ تک صرف برہمن ہی پہنچ سکتے ہیں کوئی اور نہیں پہنچ سکتا۔جبکہ اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کسی پیچیدہ راستہ کو اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی قرب الٰہی کی نعمت کسی خاص قوم یا گروہ کے ساتھ خاص ہے۔

© rasailojaraid.com